رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی ✣ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

ہر سوموار اور جمعرات کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۳۴ | مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں۔ تمام خاندان مسیح موعود میں بھی خیریت ہے۔

دو اصحاب جو بیرونی ممالک میں برائے تبلیغ جانیوالے ہیں انہیں فی الحال اندرون ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجے جانے کی تجویز ہوئی ہے تاکہ انہیں مسافرانہ زندگی کا تجربہ حاصل ہو۔

یکم نومبر ۱۹۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا نکاح محمد بی بی بنت حافظ محمد حسین صاحب مہاجر سے دو سو روپیہ مہر پر پڑھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

مکرم مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے تبدیلی آب و ہوا کی خاطر کچھ عرصہ کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

"ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے"

ترجیع بند

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

(۱)

جب تک کہ اس جہاں میں مسیحِ زماں رہے
مُردوں میں جان ڈالتے اذنِ خدا سے تھے
تشنہ لبانِ شربتِ دیدار کے تئیں
بُلبل کو رُوئے گُل سے شناسا کیا کئے
اخلاص و صدق و عشق کے انکے زمانہ میں
اہلِ وفا کی ایسی جماعت بنا گئے

زندہ خدا کے ہم کو دکھاتے نشاں رہے
اور زندگی وہ دیتے کہ جو جاوداں رہے
دکھلاتے راہِ کوچۂ جانِ جہاں رہے
جب تک کہ باغِ دہر میں وہ باغباں رہے
مکتب بنے سے علوم کھُلے۔ امتحاں رہے
حق پر فدا رہینگے وہ۔ جبتک کہ جاں رہے

خواص

اے کامیابِ عشق! سنو تو سہی ذرا
ہم تم بھی ساتھ تھے کبھی اے مہربان رہے

تم نے تو آ کے گوہرِ مقصود پالیا
ہم سُست گام اور وہی نیم جاں رہے

پابستہ غفلتوں نے رکھا ہمکو اسقدر
عمریں گذر گئیں کہ جہاں تھے وہاں رہے

بے دیدِ روئے یار مزا کیا ہے گر کوئی
تکتے رہے ۔ بیٹھے رہے قادیاں رہے

واحسرتا! کہ کس سے کہیں اپنا حالِ دل
کس کو پڑی کہ سنتا مری داستاں رہے

مَل مَل کے ہاتھ اپنے یہ کہتا ہوں بار بار
منزل کہاں تھی ۔ اور پڑے ہم کہاں رہے

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۲ ۔ مجاہدین

صد آفریں ہے تم پہ گروہِ مجاہدین!
پہنچے سے آئے ۔ پہنچے کہیں ہے ۔ مگر کہیں

وہ نور قادیان میں نازل ہُوا تھا جو
روشن کیا ہے اس سے ہر اک گوشۂ زمیں

پہنچا ہے کوئی لندن و امریکہ ۔ کوئی مصر
اور آرزشیں ہیں جاکے ہوا کوئی جاگزیں

مشعل کو لے کے نورِ ہدایت کی ہند میں
رہبر تی ہے شہر شہر میں فوجِ مبلغیں

تیار ہو رہے ہیں ابھی اور عسکری
چھوڑینگے یہ جہان کسی ملک کو نہیں

ہے اک طرف اگرچہ مسرت بھی بے حساب
از بس کہ کامیاب ہیں یہ فاتحانِ دیں

پر دوسری طرف ہے یہ حسرت بھی ساتھ ساتھ
کہتا ہوں آہ بھر کے دلِ زار کے تئیں

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۳ ۔ عوام

اے عامیِ جماعتِ احمد زہے نصیب!
خاصانِ حق کی ذیل میں تیرا شمار ہے

مفلس ہے یا امیر ۔ تجھے عذر کچھ نہیں
کھلتی اگر یہ جیب تری بار بار ہے

تو سلسلہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے یاد رکھ
پڑتا ہے آ کے تجھ پہ ہی آخر جو بار ہے

دنیا اگرچہ تجھ کو سمجھتی رہے حقیر
پر آج تیرے پیسوں پہ دیں کا مدار ہے

چندے سے تیرے مدرسے اور مسجدیں بنیں
اور تیری ہمتوں کا نتیجہ منار ہے

جتنی ہیں شاخہائے نظاراتِ انجمن
اور جتنا سلسلہ کا یہ سب کاروبار ہے

فضلِ خدا سے تیری کمائی کے ہیں ثمر
یہ خاص تجھ پہ چشمِ عنایاتِ یار ہے

اولاد و مال و عزت و املاک دیدئے
پھر بھی سمجھ رہے ہو کہ باقی اُدھار ہے

پر حیف ہم سے کوئی بھی خدمت نہو سکی
اب صرف چشم پوشی پہ پرسش کی مدار ہے

ہر چند چاہتا ہوں کہ میں چپ رہوں مگر
آتا زباں پہ شعر یہی بار بار ہے

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۴ ۔ مرحومین

اے ساکنانِ مقبرہ! تم پہ ہو مرحبا
مر کر بھی تم ہوئے نہ در یار سے جدا

دے کے نقدِ جان خریدا یہ قربِ خاص
سودا ۔ قسم خدا کی ۔ یہ سستا بہت کیا

جنت ملیگی ایک تو اللہ کے یہاں
اور دوسری بہشت یہ پہلو ہے یار کا

یاں کچھ خبر نہیں کہ جگہ بھی ہو یہ نصیب
یا گر ملے تو حد سے زیادہ ہو فاصلہ

ہم تم کو دیکھ دیکھ کے کرتے ہیں رشک اور
کہتے ہیں حسرتوں سے یہ آنسو بہا بہا

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

۵ ۔ دُعا

اے آنکہ میرے واقفِ اسرار ہو تمہی
دلبر تمہی ۔ نگار تمہی ۔ یار ہو تمہی

کوئی نہیں جو رنج و الم سے کرے رہا
یاں دلشکن بہت ہیں ۔ پہ دلدار ہو تمہی

دروازہ اور کوئی بھی آتا نہیں نظر
جاؤں میں کس طرف کو جو بیزار ہو تمہی

تم سا کسی میں حُسن گلو سوز ہے کہاں
عالم کی ساری گرمیٔ بازار ہو تمہی

ہاں ہاں اٹھے یہ پردہ نظارۂ مہر کی
لطف و کرم کے مالک و مختار ہو تمہی

لینے کا اس متاع کے کس کو ہے حوصلہ
لے دے کے میرے دل کے خریدار ہو تمہی

اعمال ہیں نہ مال ۔ نہ کوئی شفیع ہے
اب بات تب بنے جو مددگار ہو تمہی

تم سے نہ گر کہوں تو کہوں کس سے جاکے اور
اچھا ہوں یا بُرا ۔ مری سرکار ہو تمہی

اب لاج میری آپکے ہاتھوں میں ہے فقط
ستار ہو تمہی مرے ۔ غفار ہو تمہی

درماندہ رہ گیا ہوں غضب ہے تمہی بتاؤ
کیجے مدد! کہ چارۂ آزار ہو تمہی

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۴ - نومبر ۱۹۲۰ء

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر
جو
چاند گرہن کے وقت فرمائی

ہر آرام کے ساتھ تکلیف ہر خوشی کے ساتھ رنج اور ہر راحت کے ساتھ غم لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک نعمت جو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھ۔ تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اور ہر ایک انسان حتیٰ کہ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان کو یہ یقین ہو کہ اس نے خدا کو پایا ہے۔ یہ یقین ہو کہ خدا کو راضی کرتا ہے۔ یہ یقین ہو کہ اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے رستے کھلے ہیں۔ بند نہیں۔ اور اسے معلوم ہو۔ کہ میں جس مقام پر کھڑا ہوں۔ یہی انتہا نہیں۔ بلکہ اس سے آگے بڑھنے کے راستے ہیں۔ اگر ایسا یقین۔ ایسا ایمان اور ایسا علم حاصل ہو جائے۔ تو ہر دکھ راحت ہر تکلیف آرام ہر مصیبت خوشی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق فرمایا ہے۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ کہ مومن کو خوف اور حزن نہیں ہوتا۔ لیکن کیا سمجھتے ہو کہ مومنوں کو رنج تکلیف اور دکھ نہیں ہوتا۔ جس طرح اوروں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کو ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسروں کو صرف اپنا ہی درد و دکھ ہوتا ہے۔ لیکن مومنوں کو سب کا ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس نے تو شاعرانہ طور پر کہا ہے۔ مگر مومن اور سچے مومن کے دل میں فی الواقع سارے جہان کا درد ہوتا ہے اور اس مصرعہ کا وہ پورا پورا مصداق ہوتا ہے۔ دنیا میں کچھ بھی ہو۔ مومن کو اس کا صدمہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ انسان کو انسان کی حیثیت سے نہیں دیکھتا۔ حیوانات کو حیوانات کی حیثیت میں نہیں دیکھتا۔ نباتات کو نباتات کی حیثیت سے نہیں دیکھتا۔ جمادات کو جمادات کی حیثیت سے نہیں دیکھتا زمین کو زمین کی حیثیت سے نہیں دیکھتا۔ آسمان کو آسمان کی حیثیت سے نہیں دیکھتا۔ چاند کو چاند کی حیثیت سے اور سورج کو سورج کی حیثیت سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ دنیا کی ہر چیز کو اپنے رب کی علامت دیکھتا۔ اور ہر ایک چیز میں اسے خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور رب کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ پاتا ہے۔ اور جتنا ایمان میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ اتنا ہی اس کا درد بڑھتا جاتا ہے۔ وہ تمام دنیا کو اور دنیا کے ذرے ذرے کو۔ چاند اور سورج کو دیکھتا اور ان سے لذت حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر انسان خواہ کافر ہی ہو۔ اور اس کو مار رہا ہو۔ اس میں بھی اپنے خدا کا نشان دیکھتا اور محظوظ ہوتا ہے۔ اس سے بھی اس کے دل میں خدا کی محبت کا جذبہ موجزن ہوتا اور خدا کی صنعت دیکھ کر شکر بجا لاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء ہر چیز کو دیکھ کر خدا کی حمد اور تعریف کرتے ہیں۔ زمین میں آسمان میں۔ اور ہر چھوٹی سے چھوٹی اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں ان کو خوبصورتی نظر آتی ہے۔ اور جیسی ہمدردی دنیا کی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ اور کسی کے دل میں نہیں ہوتی۔ انسان تو انسان حیوانوں کی تکلیف کو دیکھ کر بھی کڑھتے اور درد محسوس کرتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ گدھے کے منہ پر نشان دیکھ کر بہت سخت بد دعا کی اور فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور اگر نشان لگانا ہو۔ تو پیٹھ پر لگانا چاہیئے۔ پھر حیوانوں کی تکلیف کے متعلق فرمایا کہ ان کو نہیں دینی چاہیئے اور شریعت میں رکھا کہ ایک جانور کو ذبح کرتے وقت دوسرے کو سامنے نہ رکھنا چاہیئے تاکہ وہ تکلیف محسوس نہ کرے۔ اور پھر فرمایا جانور کو باندھ کر نشانہ نہیں لگانا چاہیئے تو باوجود اس کے کہ آپ انسانوں کے لئے نبی تھے۔ مگر چونکہ رحمۃ للعالمین تھے۔ اس لئے جانوروں کے متعلق بھی ہدایات دیں کہ ان کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیئے۔

تو مومن کے دل میں ہر ایک کا دکھ اور درد ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی پتھر بھی مارتا ہے۔ تو گو اس کے جسم کو دکھ پہنچتا ہے۔ مگر اس کا دل اس میں بھی راحت محسوس کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ مارنے والا بھی میرے رب ہی کی مخلوق ہے اور اگرچہ وہ شرارت سے مارتا ہے لیکن اگر نہ مارتا۔ تو اس موقع پر صبر کر کے میں نے جو ثواب حاصل کیا ہے۔ وہ حاصل نہ کر سکتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم طائف میں گئے۔ اور لوگوں نے آپ کو پتھر مارے۔ اس وقت فرشتہ آیا۔ اور اس نے کہا۔ اگر کہیں تو میں اس زمین کا تختہ الٹ دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نہیں چاہتا۔ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔ ممکن ہے ہدایت پا جائیں۔

تو مومن کو ہر دکھ میں راحت اور ہر تکلیف میں آرام محسوس ہوتا ہے۔ وہ بیمار ہوتا ہے تو راحت پاتا ہے۔ اور اس سے بھی لذت اٹھاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے صبر کا موقع ملا ہے تاکہ میں ثواب حاصل کروں۔ وہ بیماری میں اپنی کمزوری بے بسی اور بے بضاعتی کو دیکھتا اور خدا کا شکر بجا لاتا اور ثواب حاصل کرتا ہے تو مومن پر جب کوئی تکلیف آتی ہے۔ تو وہ خدا کا شکر کرتا ہے۔ پھر اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملتی ہے کہ تمہاری یہ تکلیف اور بیماری عارضی ہے۔ جلد دور ہو جائیگی۔ اسی طرح ہر ایک دکھ اور تکلیف اور مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ پر اس کا بھروسہ ہوتا ہے اور اس وقت جبکہ دنیا مایوسی کی حالت میں ہوتی ہے۔ مومن کا دل امید سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور کوئی بات اسے غمگین نہیں کر سکتی۔ پھر سچا مومن جب دنیا کو دیکھتا ہے کہ گمراہیوں میں پڑی ہوئی ہے۔ طرح طرح کے اوہام میں گرفتار ہوتی ہے۔ اور عجیب عجیب خیالات رکھتی ہے۔ تو اس کا دل شکریہ سے بھر جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان باتوں سے بچا لیا۔ اور صحیح اور درست علم عطا کیا۔

یہی دیکھو گرہن کی حالت ہے۔ دنیا میں ستاروں کے متعلق قسم قسم کے خیالات ہیں۔ بعض ایسی قومیں ہیں جو انہیں معبود سمجھتی ہیں۔ بعض نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا تعلق بڑے بڑے آدمیوں سے ہوتا ہے۔ اور انہیں تغیر کسی بڑے انسان کے تغیرات سے ہوتا ہے اس قسم کے خیالات کو سامنے رکھ کر جب ایک مومن اور مسلمان

دیکھتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ان اوہام باطلہ سے اسے نکالا اور صحیح حقیقت بتادی تو اس کا دماغ خوشی سے بھر جاتا ہے۔ دنیا میں دیکھا گیا ہے۔ اگر کسی کو کوئی چھوٹی سی علمی بات معلوم ہو جائے تو اُسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ لیکن جس کو یہ معلوم ہو کہ جو کام بھی وہ کرتا ہے جو حرکت بھی اس سے سرزد ہوتی ہے۔ جو عقیدہ بھی وہ رکھتا ہے۔ وہ صحیح علم کی بنا پر ہے تو وہ کسقدر خوش ہو گا۔

جس شخص نے اقلیدس کی کتاب بنائی ہے۔ لکھا ہے وہ یونانی تھا۔ اور جب وہ سوچ رہا تھا تو اسوقت یونان کی ایک دوسرے ملک سے جنگ شروع تھی۔ ایک دن وہ شکل اتار رہا تھا۔ اور اس دن اسکی قوم کو شکست ہوئی تھی کہ وہ شکل یہ کہتے ہوئے بھاگنے لگ گیا کہ میں نے پالیا۔ پالیا۔ اس کو کیا چیز مل گئی تھی اور اس سے دنیا کو کس قدر فائدہ ہو سکتا تھا۔ بہت محدود۔ اب اس علم کی جگہ اور علوم نکل آئے ہیں۔ لیکن اگر وہ بھی ہے اور قیامت تک ہے تو بھی کتنے زمانہ تک اس کا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہی کہا جائے گا۔ کہ ایک محدود زمانہ تک۔ مگر اسلام نے جو علم دیا ہے۔ اس کا فائدہ ایک سال کے لئے نہیں دو سال کے لئے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہے۔ ہم مرجائینگے۔ لیکن اس کا فائدہ ختم نہیں ہو گا وہ پہنچتا ہی رہیگا۔ اب غور کرو۔ اگر ایک ایسے میدان میں جس کی وسعت کبھی ختم نہ ہو سکتی ہو۔ کوئی راہ بر اور رہنما مل جائے۔ تو کسقدر خوشی ہو گی۔

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ ایسی پاک اور ایسی عظیم ہے۔ کہ اسکو دیکھ کر بے اختیار انسان کے دل سے خدا کے شکر کے کلمات نکلتے ہیں۔ گرہن کے متعلق ہی دیکھو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی وفات کے دن جب ہوا۔ اور لوگوں نے خیال کیا کہ اس کی وجہ بچہ کی وفات ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ نہیں یہ خدا تعالیٰ کی آیت ہے جو اس کے قانون کے مطابق ظاہر ہوتی ہے۔ اس موقع پر خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرو۔ یہ ارشاد فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ مومن کو علم کی چاشنی لگادی جائے۔ اور جس کو کسی چیز کی چاشنی لگ جائے۔ وہ اس کو چھوڑتا نہیں۔ دیکھو جس قدر اعصاب کو عارضی طور پر آرام پہنچانے والی چیزیں ہیں۔ مثلاً چائے۔ بھنگ۔ افیون شراب۔ لوگ ان کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو چھوڑ نہیں سکتے۔ تو جب انسان عارضی راحت پہنچانے والی چیزوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور انکی عادت ہو جاتی ہے۔ تو جو ہمیشہ کی فرحت پہنچانیوالی ہوں۔ ان کا کیوں نہ عادی ہو جائیگا تو مومن کبھی علم کو مٹتے نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس سے اس کے قلب پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

مثلاً جب وہ دیکھتا ہے کہ روشن اور چمکتے ہوئے چاند پہ تاریکی اور ظلمت چھا گئی۔ تو وہ سمجھتا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے انسان کی باطنی روشنی اور نور پر ظلمت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ یا دُنیا میں ہدایت کے بعد گمراہی آجاتی ہے اور روشنی سٹ جاتی ہے۔ اس سے مومن یہ سبق حاصل کرتا ہے۔ کہ جس طرح چاند کی روشنی کی جگہ ظلمت آجانے سے کرب اور تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا ہی اگر رُوحانی روشنی سٹ جائے تو کتنا کرب ہونا چاہیئے۔ اس بات کو مد نظر رکھ کر وہ خدا تعالیٰ کے حضور گرتا ہے۔ تحمید و تسبیح کرتا۔ اور کہتا ہے کہ جس طرح یہ روشنی تاریکی سے بدل گئی ہے۔ اس طرح وہ روشنی جو تو نے مجھے دی ہے۔ وہ نہ بدلے۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں انسان کے اندر خشیت اللہ اور خوف پیدا کیا گیا ہے۔ اور ہر ایک بات پر وہ ڈرنے لگتا ہے۔

پس جب ظاہری چاند کو ظلمت میں دیکھ کر ایک مومن کے دل میں کرب پیدا ہوتا ہے۔ وہ ڈر اسے عادت ہو جاتی ہے۔ کہ ایک ظاہری چیز پر ظلمت آتی دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہو تو ایسے شخص کی رُوحانیت پر اگر ایک ذرہ ظلمت کا داغ لگے۔ تو اسے پتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ گھبرا جاتا ہے کہ میں یہ کیا ہو گیا۔ اور جب اُسے پتہ لگ جاتا ہے۔ تو اس کے دور کرنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔ دیکھو جن لوگوں کو روشنی میں سونے کی عادت ہوتی ہے وہ اگر اندھیرے میں سوئیں تو گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اور وہ سو نہیں سکتے۔ اسی طرح جو لوگ اندھیرے میں سونے کے عادی ہیں۔ انکے پاس اگر لیمپ رکھ دیا جائے تو انہیں نیند نہیں آتی پس جس طرح ظاہری روشنی کے مٹنے پر عادت ہوتی ہے۔ کہ تکلیف محسوس کرے۔ اسی طرح جب مومن اپنے نفس میں دیکھتا ہے کہ تاریکی پیدا ہونے لگی ہے۔ تو اسکو کرب ہوتا ہے اور یہ اسی عادت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ جو ۔ رہتا ہے۔ اور جو شخص ہے۔ اس کا شاخ لوٹنے کی کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔

پس چاند گرہن ایک نشان ہے۔ جس سے سبق حاصل کرنے کی طرف شریعت نے متوجہ کیا ہے۔ اور ادھر ان اوہام سے بچایا ہے۔ جنمیں دوسرے لوگ گرفتار ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ سبق دیا ہے۔ کہ ہاتھ میں آئی ہوئی چیز اگر جانے لگے۔ تو اُسے جانے نہ دو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور گر جاؤ۔ اور اسوقت تک نہ اٹھو جب تک اُسے واپس نہ لے لو۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تک گرہن نہ ہٹے تسبیح اور تحمید میں لگے رہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ آج کا گرہن بہت زیادہ دیر تک رہیگا۔ اور نماز بھی پڑھنی ہے۔ اور کئی لوگ کمزور اور بیمار ہیں۔ جو بہت زیادہ دیر کھڑے نہیں ہو سکتے اسلئے اتنا وقت نماز کے لئے رکھا ہے۔ لیکن جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ نماز کے بعد بھی تسبیح و تحمید کریں۔ اور اس احساس کو پیدا کرو۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقعہ پر مومن کے دل میں پیدا کرنا چاہا ہے۔

اگر مسلمان اس طرح اپنے دل میں احساس پیدا کرتے تو جب اسلام مٹنے لگا تھا۔ اور اسے تنزل اور روشن سورج کو کسوف ہونے لگا تھا۔ اسی وقت محسوس کر لیتے۔ اور اسکے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن چونکہ ان میں احساس نہ تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ احساس پیدا کرنے کی عادت ترک کر دی تھی اور اگر کچھ کرتے تھے۔ تو محض جسمانی طور پر نہ کہ رُوحانیت کے طور پر۔ اسلئے اسلام کا کسوف دن بدن بڑھتا گیا۔ اور آج ایسی نازک حالت ہو گئی ہے۔ اگر ان کے دل میں واقعی خشیت ہوتی اگر وہ اپنے دل میں بھی تڑپ پیدا کر لیتے۔ اور ارادہ کر لیتے۔ کہ اسلام کے نُور کو دنیا سے مٹنے نہیں دینگے۔ تو ممکن نہیں تھا کہ کوئی مٹا سکتا۔ لیکن چونکہ ان میں خشیت پیدا نہ ہوئی۔ اور نور پر ظلمت کا پردہ پڑنے کے وقت جو کرب ہوتا ہے۔ اس کا انہیں احساس نہ رہا۔ اسلئے وہ اسلام کو مٹنے سے بچا نہ سکے۔

اب اگر ہماری جماعت میں یہ احساس پیدا ہو جائے تو ممکن نہیں کہ اسلام کو کوئی مٹا سکے۔ جب مومن کے دل میں چاند کی روشنی پر ظلمت چھا جانے سے گھبراہٹ پیدا ہو تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ اسلام کے نُور پر اور خدا اور ہمارے درمیان جو تعلق ہے اس پر تاریکی آنے لگے۔ اور ہمیں کوئی رکاوٹ پیدا ہو۔ وہ مٹنے لگے۔ تو کوئی کرب کوئی تکلیف نہ ہو۔

پس تم دُعا کرو۔ خدا تعالیٰ توفیق دے کہ اسلام کا سورج جو گرہن کے نیچے آیا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہم خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ تاکہ وہ صاف ہو۔ اور دنیا حقیقی روشنی کو دیکھے۔

اس موقع پر صدقہ و خیرات بھی کرنی چاہیئے۔ جن کو توفیق ہو۔ کریں ؎

بکروں کی قربانی پر فساد

یہ خبر ہم گذشتہ پرچہ میں شائع کر چکے ہیں۔ کہ ورنگل اشٹمی کے موقعہ پر احمدآباد کے باشندوں نے درگاہ اپا سنگ لوگوں کو بکروں کی قربانی کرنے سے زبردستی روک دیا۔ فساد اور بدامنی تک نوبت پہنچ گئی۔ اور آخر کار یہ فیصلہ ہوا۔ کہ قربانی روکنے والے ہر سال چھ سو روپے نقد ادا کر دیا کریں۔ اور اپا سنگ بکروں کی قربانی کرنا چھوڑ دیں۔

یہ خبر اگرچہ اہل ہنود سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ دونوں فریق ہندو ہیں۔ لیکن اس سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ نفس قربانی کے خلاف ہندوؤں کے کیا جذبات اور کیا خیالات ہیں۔ اور اگر آج وہ مسلمانوں سے گائے کی قربانی یہ کہکر ترک کرا رہے ہیں۔ کہ بکروں کی قربانی کر لی جایا کرے۔ تو کوئی عجب نہیں۔ کہ کل بکروں کی قربانی سے بھی دست بردار ہو جانے کی تجویز پیش کر دیں۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ پہلے قدم پر ہی بیدار ہو جائیں اور صاف طور پر کہدیں۔ کہ مذہبی امور میں دست اندازی ہم گوارا نہیں کر سکتے۔ اور نہ نام نہاد اتفاق و اتحاد کے لئے ان کو قربان کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔

معاصرین سے گذارش

"الفضل" جس ہمدردی اور اخلاص سے مسلمانوں کو پیش آمدہ حالات اور واقعات کے متعلق مشورہ دیتا اور خطرات و نقصانات سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کا کسی قدر ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ ہمارے مخالف اخبارات بھی بڑی خوشی اور شوق سے الفضل کے مضامین کو اپنے صفحات میں درج کر کے مسلمانوں کو ان سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اپنے خاص کالموں میں انہیں جگہ دیتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہے۔ کیونکہ جسقدر ہماری آواز زیادہ دور تک پہنچیگی۔ اسی قدر ہمارا مقصد اور مدعا زیادہ عمدگی کے ساتھ پورا ہو گا۔ لیکن ہم اس بات پر اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ جہاں الفضل کے صفحے کے صفحے نقل کرنا بعض معاصرین ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ان کے لئے بڑی فراخ دلی سے اپنے خاص صفحات میں گنجایش نکال لیتے ہیں۔ تو "الفضل" لکھنے کے لئے کیوں جگہ نہیں نکال سکتے۔ اور اس کا حوالہ دینا کیوں بھول جاتے ہیں۔

پس جہاں ہم بڑی خوشی سے معاصرین کو یہ اجازت دیتے ہیں۔ کہ الفضل کے مضامین کو اپنے صفحات میں درج کریں۔ وہاں ہم یہ بھی گذارش کرتے ہیں۔ کہ مہربانی کر کے الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

اس قسم کی شکایت جن اخباروں یا رسالوں کی پیدا ہوتی ہے۔ وہ تو اسے اخلاقی اور قانونی جرم قرار دیا کرتے ہیں لیکن ہم یہ کہنا نہیں چاہتے۔ ہماری منشاء صرف یہ ہے۔ کہ الفضل کا حوالہ ہونے کی وجہ سے ان اخبارات کے ناظرین کو الفضل کی پالیسی وغیرہ کی نسبت رائے قائم کرنے کا موقعہ ہے۔ اور اصل اخبار دیکھنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اُمید ہے معاصرین ہماری اس معمولی سی گذارش کو منظور کرینگے۔ اور آیندہ الفضل کے مضامین کو درج کرتے ہوئے حوالہ ضرور دیدیا کرینگے ؎

ہندوستانی عیسائیوں کا عدم تعاون سے اظہار نفرت

حال ہی میں کلکتہ میں بنگال کے ہندوستانی عیسائیوں کی جو کانفرنس ہوئی ہے۔ اس میں پروفیسر بنرجی صاحب پریذیڈنٹ کانفرنس نے کہا کہ ہم عدم تعاون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اصلاحات کے معاملہ میں ہمارے سامنے ایک بڑا اہم کام ہے۔ سکیم اصلاحات سے گورنمنٹ کا منشاء قومی زندگی کی ترقی میں صرف مدد دینا ہے۔ لیکن عدم تعاون پر عمل پیرا ہونے سے ترقی کے شاندار مواقع ہاتھ سے جاتے رہینگے۔ پروفیسر صاحب کو امید ہے کہ ہندوستانی عیسائی ملک کے اندر جماعت اصلاحات کا تعلق ہے۔ اُمید افزا رویہ پیدا کر دینگے۔ اور اگرچہ قلت تعداد کے سبب سے انکی نمائندگی کونسلوں میں اچھی نہ ہوگی۔ تاہم ہندوستان کے تمام دیسی عیسائی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے پوری پوری کوشش کرینگے ؎

ہندوستان میں اشاعت عیسائیت کی نئی کوشش

یہ خبر شائع ہو چکی ہے۔ کہ جنرل بوتھا نیویارک اس لئے روانہ ہو گئی ہیں کہ وہاں سے ایک ہزار پادری ہندوستان اور چین کے لئے لائیں جو کہ اہل ہند اور اہل چین کو عیسائی بنانے کا کام کریں ہندوستان میں اشاعت عیسائیت کے لئے پہلے سے ہی جسقدر انتظام اور کوشش کی جاتی ہے۔ وہ کسی طرح معمولی اور نظر انداز کر دینے کے قابل نہیں ہے۔ باوجود اس کے جنرل بوتھا کا ہندوستان کے مذاہب پر حملہ آور ہونے کے لئے پادریوں کی نئی فوج بھرتی اس جوش اور اس شوق کو ظاہر کرتا ہے۔ جو عیسائیوں کو اپنا مذہب پھیلانے کے متعلق ہے۔ اور ہمارا خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے کہ جنرل بوتھا کو نہایت آسانی سے مطلوبہ تعداد مل جائیگی ؎

ایک طرف عیسائی صاحبان کی اس قسم کی کوششوں کو دیکھنے اور دوسری طرف مسلمانوں کے اپنے مذہب کی اشاعت سے غافل ہونے کا خیال کر کے نہایت ہی رنج اور افسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ عیسائیت وہ مذہب ہے۔ جس کے بانی حضرت مسیح کا یہ ارشاد کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ اسوقت تک انجیل میں موجود ہے۔ اور اسلام وہ مذہب ہے۔ جس نے ہر ایک مسلمان کو حکم دیا ہے۔ کہ غیر مذاہب میں اسلام کی تبلیغ کرے ؎

اس کے علاوہ اگر عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ کر کے دیکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کے سامنے عیسائیت کی تعلیم کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن افسوس! مسلمان اس طرف سے بالکل غافل نظر آتے ہیں۔ کاش! اگر وہ اب تک نہیں تو اب عیسائی صاحبان کی کوششوں کو دیکھ کر ہی ہوشیار ہوں اور اشاعت اسلام میں لگ جائیں کیونکہ یہی ان کے لئے کامیابی کا ذریعہ ہے۔

خطبۂ جمعہ

غیبت کی تعریف اور اُس سے بچنے کی تاکید

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے جیسا کہ چند جمعے گذرے ہیں۔ بیان کیا تھا کہ تکمیل ایمان کے لئے جن اُمور کی ضرورت ہے۔ ان کے متعلق ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف خطبات میں بیان کرونگا۔ اور یہ بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ میں زیادہ تر ان اُمور کے متعلق بیان کروں گا۔ جو آپس کے معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ معاملات سے میری مراد خرید و فروخت اور لین دین نہیں۔ بلکہ ایک انسان کے دوسرے انسان کے ساتھ تعلقات ہیں۔

انکے متعلق میں نے بتایا تھا کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک وہ باتیں ہیں۔ جن کے کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ اور دوسری وہ جن کے نہ کرنے کا حکم دیا ہے یعنی بعض ایسی باتیں ہیں کہ جن کے نہ کرنے سے ایمان ناقص رہتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں۔ جن کے کرنے سے ناقص رہتا ہے۔ ان دونوں قسم کی باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

آج بھی میں اسی سلسلہ میں سے ایک کڑی کو لیکر اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔

اعمال کے دو حصے یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں اعمال کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک تو اعمال حسنہ ہوتے ہیں کہ جن کے کرنے میں انسان کو لطف اور فائدہ حاصل حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک وہ جن کا نقد بنقد نفع اور فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ اور ان کو بظاہر حتّٰی سمجھتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو سمجھدار اور واقف ہوں۔

اسی طرح وہ اعمال جو نہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ وہ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کو نہ کرنا چاہیئے۔ اور نہ انسان کو ان کے کرنے میں کوئی فائدہ نظر آتا ہے۔ اور ایک وہ جن کو نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ان میں یا تو انسانوں کو فائدہ نظر آتا ہے یا مزا آتا ہے۔

جس طرح کرنیوالے اعمال میں سے وہ زیادہ گراں اور بوجھل نظر آتے ہیں۔ جن کو کرنا چاہیئے مگر ان میں لطف نہیں آتا یا جن کا فائدہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح نہ کرنیوالے اعمال میں سے ان کا چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے جن کے کرنے میں لطف حاصل ہو۔ اور فائدہ نظر آتا ہو بہ نسبت ان کے جن کے کرنے میں کوئی فائدہ اور لطف نہ آتا ہو۔

وہ فعل جس میں لطف کی کوئی وجہ نہیں ہوتی آج میں ان میں سے ایک ایسے امر کے متعلق بیان کروں گا جس میں بظاہر نہ نفع ہوتا ہے اور نہ لطف لیکن عادتاً ہو یا بعض ایسے مخفی احساسات کی وجہ سے جن کو ابھی تک کم از کم میں محسوس نہیں کر سکا۔ انسان کو لطف معلوم ہوتا ہے۔ گو بظاہر لطف کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ اور بہت کام ایسے ہیں۔ جنہیں لطف کی بظاہر کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ مگر لوگوں کو مزا آتا ہے۔ یا کم از کم ایسے لوگوں کو مزا آتا ہے۔ جن کی روحانیت درست نہ ہو۔ مثلاً اگر کوئی شخص راستہ چلتے چلتے گر جائے۔ تو بہت اُسے دیکھ کر ہنس پڑینگے۔ اور ان کی ہنسی رُک نہیں سکیگی۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوں جس میں ہنسنا جائز نہ ہو۔ مثلاً نماز پڑھ رہے ہوں۔ تو اسوقت بھی انہیں ہنسی آجائیگی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ ایک بہت باریک اور مخفی مسئلہ ہے۔ اور جب تک انسان کے خیال کا لمبا مطالعہ نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ معلوم کرنا مشکل ہے۔ اور پھر وہ وجہ بھی ایسی باریک ہوگی کہ اس کے متعلق یقینی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ درست ہوگی۔

اسی طرح لوگ پاگل اور مجنون پر ہنستے ہیں۔ حالانکہ وہ قابل رحم ہوتا ہے۔ نہ کہ ہنسی کے قابل۔ لیکن اس کی حرکات کو دیکھ کر اور باتوں کو سنکر اچھے اچھے سنجیدہ لوگ ہنسنے لگ جاتے ہیں۔ ان کو کیوں ہنسی آتی ہے؟ اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہوتی۔ پاگل کی دیوانگی کی حرکات کودنا بھاگنا۔ ننگا ہونا یہ اس کا کیا لطف رکھتی ہیں جو ان سے لوگوں کو کیا مزا آتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ وہ بیان نہیں کر سکتے۔ یا عام طور پر ہر انسان بیان نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے جس نے انسانی خیالات کا ایک لمبا تتبع کیا ہو۔ لیکن وہ بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ وجہ صحیح ہے۔ ابھی یہ تحقیقاتیں بچپن کی حالت میں ہیں۔ اور ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

غیبت مگر اسمیں شک نہیں۔ لوگوں کو مزا آتا ہے پاگلوں کی حرکات پر اور گرنے والوں پر۔ اسی طرح اور کئی باتیں ہیں۔ جنہیں لوگوں کو مزا آتا ہے۔ حالانکہ مزے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ وہ بات جو میں اسوقت بیان کرنے لگا ہوں۔ وہ بھی ایسی ہی ہے۔ اس میں بھی لوگ مزا پاتے ہیں مگر اس کی انہیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے وہ غیبت ہے۔ اس کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی لطف کی وجہ نہیں ہوتی۔ مگر ایک شخص دوسرے شخص کے عیب بیان کرتا ہے۔ اور دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ سننے والے کو بڑا مزا آ رہا ہے۔ اسی طرح بیان کرنے والے کو بھی۔ اور جوں جوں زیادہ تشریح کرتا جاتا ہے۔ ان کے چہروں سے خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ جس کے عیب بیان کئے جاتے ہوں۔ وہ ان کا دوست ہوتا ہے۔ بعض دفعہ محسن ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے عیوب کے اظہار پر ان کو نقصان بھی پہنچتا ہے۔ مگر باوجود اس کے ان کو مزا آتا ہے۔ کیوں؟ دنیا میں قلیل ہی ایسے اشخاص ہونگے۔ جو اس کی وجہ بیان کر سکیں۔ اور جو مزا اٹھانے والے ہیں۔ وہ تو قریباً تمام کے تمام ایسے ہونگے۔ کہ کوئی وجہ بیان نہیں کر سکیں گے۔ مگر باوجود اسکے گھنٹہ گھنٹہ ایک شخص غیبت کرتا جائیگا۔ اور اس کے چہرے سے ایسے آثار ظاہر ہونگے۔ کہ گویا اسے کوئی عظیم الشان کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اور سننے والے بھی اتنے مشغول ہوتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ضروری کام کے لئے بھی بلائے تو ناراض ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ٹھہرو ابھی آتے ہیں کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے بشروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں کوئی ایسی خوشی کی بات معلوم ہوئی ہے۔ جیسے کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہو۔ یا کوئی جائداد مل جائے۔ یا حکومت اور عزت حاصل ہو۔ گویا ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ دنیاوی انعام کی بڑی سے بڑی چیز ان کو مل گئی ہے۔ جس پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ کبھی ہاتھ ماریںگے کبھی سر ہلائینگے۔ کبھی مسکرائینگے۔ کبھی ہنسینگے۔ اور ایسے لُطف کا اظہار کرینگے۔ کہ انکی زیست کا مدار وہی بات ہے۔ لیکن اگر پوچھو کہ کیوں مزا آرہا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ تو قطعاً نہیں بتا سکینگے۔ نہ بیان کرنیوالا اور نہ سننے والے۔

غیبت ہر جگہ کے لوگوں میں

مگر کہیں چلے جاؤ۔ کسی ملک میں جاؤ۔ کسی علاقہ میں جاؤ۔ کسی قوم میں جاؤ۔ ہر جگہ اور ہر قوم کے لوگوں میں یہ بات پاؤ گے۔ سب سے زیادہ حقیقت پر روشنی ڈالنے والا مذہب اسلام ہے۔ اس کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں میں بھی ایسے نظر آئینگے۔ جو ایک دوسرے کی غیبت کر رہے ہونگے۔ ایک بہت قدیم تہذیب کے مالک ہندو ہیں۔ جن کے اس دعوے کو ہم قبول کریں یا نہ کریں کہ انکی تہذیب دنیا کے ابتدا سے چلی آتی ہے۔ مگر اتنا تو ماننا پڑیگا۔ کہ انکی روایات نہایت قدیم ہیں۔ اور ان کے تمدنی قواعد بہت لمبے عرصہ سے چلے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے نیچے ایسے دبے ہوئے ہیں کہ گویا ان کی فطرت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس قوم میں بھی یہ بات پاؤ گے کہ غیبت کرنیوالے کو بھی مزا آتا ہوگا اور سننے والے کو بھی۔

پھر ان لوگوں میں چلے جاؤ۔ جو کہتے ہیں کہ ہم نے علم اخلاق کے ابواب کو کھول کھول کر پڑھ لیا ہے۔ اور جو کہتے ہیں کہ ہم اخلاق کے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ ہمارا حق ہے تمام دنیا پر حکومت کریں۔ اور لوگوں کو تہذیب۔ تمدن اور اخلاق سکھائیں۔ ان میں بھی یہی بات نظر آئیگی۔ اور عام لوگوں میں ہی نہیں۔ بلکہ ان کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں۔ فلاسفروں۔ سیاست دانوں محققوں میں بھی پائی جائیگی۔

غیبت کی ممانعت

تو سب لوگوں کو اس میں لطف آتا دیکھو گے۔ مگر کیوں؟ اسپر وہ بھی خاموش رہ جائینگے۔ پس تمام دنیا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی وجہ ہو یا نہ ہو۔ لوگ عادتاً یا ایسی باریک وجوہات کی بنا پر جن کا بیان کرنا ایک نئے امر تفصیل ہو جائیگی۔ اور جن کے بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ مزا اُٹھاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے لطف کے اور اس کے عام اور وسیع الاثر ہونے کے شریعت اسلام نے اور قریباً باقی تمام مذاہب نے اس سے منع کیا ہے۔

غیبت کے نقصانات

اگر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وقتی مزے کے سوا جو غیبت کرنے کے وقت حاصل ہوتا ہے بعد میں اس کے بڑے بڑے خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ بڑی بڑی قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوستیاں اور رفاقتیں ٹوٹ جاتی ہیں محسنوں اور ہمدردوں سے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں۔ رشتہ داریاں خراب ہو جاتی ہیں۔ گورنمنٹ اور رعایا میں فساد پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض بہت خطرناک نتائج نکلتے اور لوگ بہت دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ مگر پھر بھی کرتے ہیں۔

زبان کیا کچھ کرتی ہے

غیبت کرنے میں انھیں مزا تو خیر آتا ہی ہے۔ مگر اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ زبان سے بات کہنے کا کیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے جب پوچھیں۔ کہ تم نے فلاں کے متعلق یہ کہا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔ بات تھی۔ جو کہدی۔ تو وہ سمجھتے ہیں۔ زبان کچھ کرتی ہی نہیں۔ جو چاہیں کہدیں۔ اس کا کچھ نتیجہ نہیں ہوگا۔ حالانکہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زبان ان چیزوں میں سے ہے۔ جو انسان کو دوزخ میں گرانے میں بہت دخل رکھتی ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے اس کو حفاظت میں رکھنے پر زور دیا۔ ایک صحابی نے کہا زبان کا کیا ہے۔ فرمایا زبان کی باتوں کا جہنم کو پُر کرنے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ تو عام طور پر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ زبان کی بات کا کیا ہے۔ ہم نے تو بات کہی تھی۔ کیا کچھ نہیں۔ حالانکہ کہنا بھی ایک ایسی بات ہے۔ جو ایمانیات میں داخل ہے۔ چنانچہ ایمان میں یہ بات شامل ہے۔ کہ انسان دل سے مانے اور زبان سے کہے۔ تو زبان کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کو مانتا ہے۔ رسُول کریم کو مانتا ہے۔ مگر مُنہ سے نہ کہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایسا شخص کافر ہے۔ پس جب بڑے بڑے خطرہ میں انسان زبان کی وجہ سے پڑ سکتا ہے۔ تو چھوٹے میں کیوں نہیں پڑ سکتا۔ لوگوں کو یہ بہت بڑی غلطی لگی ہے کہ وہ زبان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اس کی بہت بڑی حقیقت ہے۔

غیبت کیا ہے

اس تمہید کے بعد میں بتاتا ہوں کہ غیبت کیا ہے۔ اکثر اس کو سمجھتے نہیں اور کہتے ہیں۔ بالعموم لوگ کہتے ہیں کہ پیٹھ پیچھے جھوٹی بات بیان کرنا غیبت ہوتی ہے۔ مگر اصل میں غیبت اس کو نہیں کہتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تعریف کی ہے۔ کہ ایسی بات جو کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے کہے۔ اور وہ اُسے بُری لگے۔ اور وہ سچی ہو۔ ہر ایک بات پیٹھ پیچھے کرنا غیبت نہیں مثلاً اگر کوئی کہے فلاں آدمی بڑا نیک ہے تو یہ غیبت نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی غیبت یہ ہے کہ کسی کے متعلق پیٹھ پیچھے جھوٹی بات کہو۔ یہ تو افترا ہے۔ ایک شخص نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا سچی بات کہنی بھی غیبت ہے آپ نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے۔ اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے تو وہ افترا کرتا ہے۔ پس غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی کے پیچھے وہ بات بیان کرنا کہ جسے اگر وہ سُنے۔ تو اُسے بری لگے۔ اور تم سمجھتے ہو کہ اسمیں پائی جاتی ہے۔ خواہ فی الواقع اسمیں ہو یا نہ ہو۔

یہاں میں نے سمجھنے کی شرط اس لئے لگا دی ہے کہ اگر کوئی غیبت کرتا ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ وہ فی الواقعہ صحیح بھی ہے۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ بیان کرنیوالا اسکے متعلق ایسا سمجھتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ غیبت کی یہ تعریف معلوم کر کے بہت لوگ اس سے بچ سکتے ہیں۔ کیونکہ اکثر اسی لئے اس کے مرتکب ہوتے ہیں کہ سمجھتے نہیں غیبت کیا ہے۔ اور اچھے پڑھے لکھے کہدیا کرتے ہیں کہ سچی بات کو بیان کرنا غیبت نہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جھوٹی بات غیبت نہیں۔ بلکہ بہتان اور افترا ہے۔ تو ایک بات کو سچا سمجھ کر بیان کرنا غیبت ہے۔

غیبت کی بُرائی

پھر اکثر لوگ یہ سمجھ کر غیبت کرتے ہیں کہ یہ ایسی بات ہے جس میں کوئی بُری بات نہیں حالانکہ غیبت کی بُرائی اول تو یہی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ جس پر کوئی الزام لگایا جاتا ہے وہ دُور نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر کوئی ایک بھائی کے متعلق کہے کہ نماز نہیں پڑھتا۔

یا چوری کرتا ہے۔ مگر اُسے سزا بھی نہ ہو۔ تو اس سے زیادہ اور کیا ظلم ہوگا۔ دیکھو خطرناک سے خطرناک مجرموں کو بھی عدالتیں اپنی بریت کا موقعہ دیتی ہیں۔ پھر کسقدر ظلم ہے کہ ایک بھائی پر الزام لگا کر اس کو بریت کا موقعہ نہ دیا جائے۔ قرآن کریم نے اسکو ایسا بتایا ہے جیسے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا (۴۹۔۱۳) کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ جس طرح اگر کوئی مُردہ شخص کا گوشت کھائے۔ تو مُردہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح جس کی غیبت کی جائے وہ بھی تردید نہیں کرسکتا۔

غیبت سُننے کی بُرائی

پھر غیبت کرنا ہی بُرا نہیں۔ بلکہ غیبت سُننا بھی بُرا ہے۔ کیونکہ جو غیبت سنتے ہیں۔ وہ غیبت کراتے ہیں۔ پس اول تو چونکہ یہ خود عیب ہے۔ اسلئے جس طرح کسی کو غیبت کرنے میں گناہ ہے اسی طرح غیبت سُننے میں بھی گناہ ہے۔ لیکن جو سنتا ہے وہ چونکہ بیان کرنیوالے کو تحریک کرتا اور جرأت دلاتا ہے۔ اسلئے بھی گنہگار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت سننے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی بھائی کا عیب بیان کرتا ہے۔ اور سننے والا اسکو رد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کو اس کے گناہوں کو رد کریگا ؎

غیبت کرنیوالے کا رد کرنا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف غیبت سُننے کو گناہ بتایا ہے بلکہ اسکے رد کرنے کو نیکی ٹھہرایا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے کہ اگر کوئی اس کے سامنے کسی بھائی کی غیبت کرے تو وہ اس کا رد کرے یعنی جو بات بیان کی جائے۔ اس کے رد کرنے کی اس کے پاس وجوہات ہوں۔ تو ان کو پیش کرے۔ اور اگر اسے رد کرنے کے لئے کوئی بات معلوم نہ ہو۔ اور عیب میں شک ہو تو غیبت کرنیوالے کو روکے۔ اور اگر وہ نہ رُکے۔ تو اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا آئے۔ یہ تین باتیں مومن کا فرض ہیں۔ اول یہ کہ اگر کوئی اس کے سامنے کسی بھائی کا عیب بیان کرے تو اُسے کہے جو نتیجہ تم نکالتے ہو یہ صحیح نہیں اصل بات یہ ہے۔ دوم اسے سمجھائے کہ ایسا نہ کرو اور سوم یہ کہ اگر وہ نہ مانے تو وہاں سے اُٹھ کر چلا جائے۔

عیب بیان کرنیکے مواقع

یہ تو غیبت کے متعلق احکام ہیں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر موقعہ پر کسی کا عیب بیان کرنا بُرا نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض جگہ ضروری ہوتا ہے۔ اسوقت اس کو غیبت نہیں کہا جائیگا۔ غیبت ایک اصطلاح ہے۔ اور یہ اسی وقت استعمال کی جائیگی جبکہ خواہ مخواہ کسی کے عیب بیان کئے جائیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کا عیب بیان کرنے پر مجبور ہے یا اوروں کو اس کے بیان کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ تو اس کا بیان کرنا نیکی اور ثواب کا کام ہوگا۔ مثلاً ایک ایسا شخص ہے۔ جو جماعت یا حکومت کے خلاف کوئی سازش کرتا ہے یا بُری باتیں پھیلاتا ہے تو اس کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی شرارتوں سے ذمہ وار لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی کو پتہ لگے۔ کہ زید بکر کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر وہ بکر کو نہیں بتاتا یا گورنمنٹ کو اسکی اطلاع نہیں دیتا۔ تو گناہ کرتا ہے۔ یہ غیبت نہیں ہوگی۔ اور اس کا بیان کرنا ضروری ہوگا۔ تو کسی بات کے بیان کرنے اور بتانے میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے بیان کرنے میں نفع ہے یا نقصان۔ اگر اس سے کوئی اچھا نتیجہ نکلتا ہو۔ کسی بُرائی کا سدباب ہوتا ہو۔ کسی کو فائدہ پہنچتا ہو۔ تو اس کا نہ بیان کرنا گناہ ہوگی جس طرح غیبت کرنا گناہ ہے ؎

مثلاً اگر کسی کو معلوم ہو کہ فلاں شخص مفید اور فائدہ رساں چیز کو بگاڑنے کی کوشش کررہا ہے یا گورنمنٹ کے خلاف کوئی کارروائی کررہا ہے یا جماعت کے خلاف کسی شرارت کے کام میں لگا ہے یا کسی خاندان کو تباہ کرنے میں لگا ہوا ہے یا کسی فرد واحد کو نقصان پہنچانے لگا ہے تو اس کا چھپانا گناہ ہوگا۔ اور اس کا ظاہر کرنا غیبت نہیں کہلائیگا۔ بلکہ یہ جائز اور ضروری ہوگا ؎

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو جماعت کے خلاف سازش کرتے۔ بدگوئیاں کرکے جماعت کے انتظام کو بگاڑتے خرابیاں بیان کرکے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے ہیں۔ انکی باتیں سننے والا اگر خاموش رہے اور یہ سمجھے کہ میں نے ثواب کا کام کیا ہے۔ تو یہ صحیح نہیں۔ ایسی باتوں کے متعلق خاموش رہنا ثواب نہیں۔ بلکہ گناہ ہوگا۔ کیونکہ جو شخص ایک جماعت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اُسے اگر قتل بھی کرنا پڑے تو ضروری ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو جماعت کا قائم مقام ہو۔ اس کا قتل کرنا جماعت کا قتل کرنا ہوگا اور یاد رکھنا چاہیئے۔ قتل کرنا تلوار سے ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے درجہ اس کی حیثیت کو کم کرنا یا اس کے خلاف برائی اور بدظنی پھیلانا بھی قتل کرنا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو جس نے ایک دوسرے شخص کی اس کے منہ پر تعریف کی۔ فرمایا تو نے اس کو قتل کردیا۔ تو قتل کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔ پس اگر کوئی ایسی بات کو چھپاتا ہے۔ جو جماعت کے خلاف ہو۔ جماعت کے قائم مقام کے خلاف ہے۔ تو وہ گناہ کرتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی کا عیب بلاوجہ بیان کرنا گناہ ہے اسی طرح اگر کوئی جرم کا ارتکاب کررہا ہو۔ تو اس کا چھپانا منع ہے ایسے فعل چار قسم کے ہوتے ہیں۔

کس قسم کے عیب بیان کرنے چاہئیں

(۱) اگر کوئی حکومت یا امام کے خلاف شرارت کررہا ہو۔ تو اس کا چھپانا منع ہے (۲) اگر کوئی ایسا فعل کررہا ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچنے والا ہو۔ مثلاً کوئی شخص زہر کھانے لگا ہو۔ اس کو اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جو روک سکتا ہے تو اُسے نہ بتانا گناہ ہے (۳) یہ کہ ایک ایسا عیب ہے۔ جس کے بیان نہ کرنے سے اس کی ذات کو نقصان پہنچتا ہو۔ مثلاً کسی نے اس کا مال دبا لیا ہو۔ اور یہ قاضی کے پاس عدالت میں جاکر اسباب کو بیان نہ کرے۔ تو اُسے مال کس طرح مل سکیگا۔ تو ایسی باتوں کا بیان کرنا بھی جائز ہے ہاں اگر بیان نہ کرے۔ تو گناہ نہیں ہوگا۔ یا مثلاً کسی نے اس کو مارا۔ اسکے لئے جائز ہے کہ عدالت میں جائے۔ اور اس واقعہ کو بیان کرے۔ لیکن اگر نہ جائے اور نہ بیان کرے تو یہ اسکے ناجائز نہیں ہوگا پہلی دو باتیں جو میں نے بیان کی ہیں۔ اُن کا نہ بیان کرنا گناہ کرنا ہے اور بیان کرنا ثواب کا کام ہے۔ لیکن یہ ایسی ہے کہ نہ بیان کرنا گناہ نہیں اور بیان کرنا جائز ہے ؎

اس میں میں نے ایک شرط لگائی ہے۔ اس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اس عیب کو بیان کرنا چاہیئے۔ جو اس کی ذات کے لئے فائدہ مند ہو۔ یعنی جو عیب بیان کرے۔ اسی میں اس کا فائدہ ہو۔ مثلاً کسی نے مارا ہو۔ اور اسباب کو بیان کرکے بدلہ لینے میں اس کا فائدہ ہے۔ لیکن اگر کسی نے تھپڑ مارا ہو۔ اور اس کا جھوٹ بیان کرتا پھرے۔ تو یہ ناجائز ہوگا

اس کا مجسٹریٹ کے پاس جاکر کہنا کہ فلاں نے مجھے تھپڑ مارا ہے یہ تو جائز ہے ۔ لیکن اگر وہ جاکر یہ کہے کہ فلاں جھوٹ بولتا ہے یا اس کا کوئی اور عیب بیان کرے ۔ تو یہ ناجائز ہے ۔

(۴) یہ کہ ایسا عیب جس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہو اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہوگا ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ جب اسکی اپنی ذات سے متعلق ہو ۔ تو جائز ہوگا ۔ اور اسے حق ہوگا کہ بیان کرے یا نہ کرے ۔ کیونکہ اپنی ذات کے متعلق عفو اور درگذر کرنے کا وہ حق رکھتا ہے ۔ لیکن دوسروں کے متعلق یہ حق نہیں رکھتا ۔ اسلئے دوسروں کو اگر نقصان پہنچتا ہو ۔ تو اس کا بیان کرنا اس کے لئے ضروری ہے ۔

ان چار اصول کے ماتحت عیب بیان کرنا جائز ہوگا انہی کے ماتحت یہ بھی جائز ہوگا ۔ کہ مثلاً کسی نے مشورہ کرنا ہے ۔ ایک جگہ شادی کرنا چاہتا ہے ۔ اور پوچھتا ہے کہ فلاں لڑکی میں کوئی عیب ہو تو بتاؤ ۔ اس کے جواب میں اگر کوئی عیب بیان کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہوگا ۔

اسی طرح سب باتیں ان چار قسموں میں داخل ہیں ۔ مذہب ۔ سیاست ۔ حکومت کے خلاف کوئی بات ہو یا (۲) ایسی بات ہو کہ اس کی ذات کو اس سے نقصان پہنچتا ہو ۔ جیسا کہ زہر کی مثال سے میں نے سمجھایا ہے ۔ ایسا ہی اعتقادات میں خرابی ہو ۔ اگر اس کے متعلق نہ بتایا جائیگا تو اسے نقصان پہنچیگا ۔

غرض جتنے عیوب بیان کرنے جائز ہیں وہ سب ان چاروں قسموں کے اندر آجائینگے ۔ لوگوں نے ان کی بہت سی قسمیں مقرر کی ہیں ۔ مگر اصل میں یہ چار ہی ہیں ۔ ان کے اندر سارے آجاتے ہیں ۔ ان سب کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ عیب بیان کرنے جائز ہیں ۔ جن سے کسی نہ کسی کو نقصان پہنچتا ہو ۔ یہ بڑی قسم ہے ۔ اس کے نیچے چاروں قسمیں آجائینگی ۔

کونسے عیب بیان کرنے چاہئیں

پھر یاد رکھو وہی عیب بیان کرنا چاہیئے ۔ جو حقیقی طور پر ہو ۔ اور جس کا ارتکاب کیا گیا ہو ۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کا بیان کرنا جائز نہیں ۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان یا بعض ایسے کہ جن کے بیان کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور نہ بیان کرنے سے نقصان نہیں ہوتا ۔ حاکموں اور ذمہ وار لوگوں کے پاس عیب بیان کرنے پر قرآن نے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے ۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی رکھا ہے کہ ایسے عیب کہ جن کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہو یا جن کی وجہ سے کوئی نقصان نہ ہوتا ہو ۔ بلکہ ذاتی عیوب ہوں ۔ ان کو بیان نہیں کرنا چاہیئے ۔ ان کے بیان کرنے سے خاص طور پر روکا گیا ہے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کے عیب میرے سامنے اس رنگ میں بیان نہ کرو ۔ کہ میرے دل میں ان سے نفرت پیدا ہو ۔ یہی اچھا ہے کہ میں جب گھر سے نکلوں تو سب کی محبت میرے دل میں ہو ۔ تو حاکم یا قاضی یا خلیفہ یا امام کے پاس کسی کے ذاتی عیب اسلئے بیان کرنے کہ اسکے دل میں نفرت پیدا ہو ۔ منع ہیں ۔ صرف ایسے عیب بیان کرنے جائز ہونگے کہ جن کی اصلاح کی طرف توجہ دی جاسکے یا ایسے کہ اگر نہ بیان کئے جائیں تو دوسروں کو نقصان پہنچے ۔ لیکن اگر یہ نہ ہو ۔ تو امام یا خلیفہ کے پاس ان کا بیان کرنا ناجائز ہوگا ۔

غیبت سے بچنے کا طریق

غیبت کے یہ پہلو ہیں ان کو مدنظر رکھنا ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے ۔ اور چونکہ یہ ایک عام عیب ہے ۔ اسلئے جب تک اس کی طرف خاص توجہ نہ رکھی جائیگی ۔ اس سے بچنا مشکل ہوگا ۔ کیونکہ جو باتیں انسان سے عادتاً سرزد ہو جاتی ہیں ۔ ان پر جب تک ایک لمبے عرصہ تک خیال نہ رکھا جائے ۔ انسان بچ نہیں سکتا ۔ غیبت چونکہ عادت کے طور پر کی جاتی ہے ۔ اسلئے اس کے متعلق بھی سوچنا چاہیئے ۔ اور ایک لمبے عرصہ کے بعد انسان اس سے بچ سکیگا ۔

پس چونکہ یہ ایک عام مرض ہے ۔ اسلئے اسے خاص طور پر مدنظر رکھو ۔ یوں خواہ عہد کرلو کہ غیبت نہیں کرینگے ۔ لیکن اسطرح نہیں بچ سکوگے ۔ اور ممکن ہے یہاں سے اُٹھتے ہی کوئی کرنے لگ جائے ۔ کیونکہ اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوگا کہ میں غیبت کر رہا ہوں ۔ بلکہ وہ عادتاً کریگا ۔ پس ابھی وقت یہ عہد بھی کرلو کہ اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہینگے اور دیکھتے رہینگے کہ غیبت سے آلودہ نہ ہو ۔ اس طرح اگر کروگے تو چار پانچ چھ ماہ یا جتنی جتنی کسی کی استعداد ہوگی ۔ اس کے مطابق وہ جلدی بچ سکیگا اور پھر اسکی یہ حالت ہو جائیگی کہ پہلے جسطرح بغیر احساس کے غیبت کرتا تھا اسی طرح بغیر کوشش اور سعی کے غیبت سے بچتا رہیگا ۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو ان باتوں کے سمجھنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے غسال کی حلفیہ شہادت

ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیالوی کے متعلق ہم نے ۱۸ اکتوبر کے پرچہ میں ایک مضمون درج کرتے ہوئے لکھا تھا کہ :-

"جن اصحاب نے اُسے بیماری کی حالت میں اور پھر مرنے کے بعد دیکھا ۔ ان کا بیان ہے ۔ کہ نہایت ہی خوفناک اور دل ہلا دینے والا نظارہ تھا ۔ مرنے سے قبل ہی سخت تعفن پیدا ہو گیا تھا اور مرنے کے بعد تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ کوئی شخص غسل دینے کے لئے تیار ہی نہ ہو سکتا تھا ۔ آخر ایک شخص نے بڑی مشکل سے اس کام کو سرانجام دیا"

اسکے متعلق ڈاکٹر مذکور کے بیٹے نے ۸ ۔ اکتوبر کے اہلحدیث میں لکھا کہ "تعفن ہونا تو درکنار بلکہ دست و ورم جو سِل والوں کے آخری وقت میں ہوتے ہیں وہ بھی نہیں ہوئے" اور اسکے ثبوت میں اور لوگوں سے شہادت لکھوا کر بھیجنے کا ذکر کرنے کے علاوہ "وہ شخص جس نے غسل دیا تھا" اس کی شہادت بھی پیش کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی ۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اپنی طرف سے لکھا تھا کہ :-

"واقعہ وفات کی بابت بیان دینا تو شاہدوں کا کام ہے دیانی گروہ اگر چاہے تو مبارک احمد خان (ابن ڈاکٹر) سے فیصلہ کرا لے"

ہم شاہدوں کی شہادتوں کے منتظر ہیں ۔ لیکن تا حال کوئی شہادت ہماری نظر سے نہیں گذری ۔ اور ابن ڈاکٹر نے تو اپنے والد کی صفائی کے لئے نہ اپنی وعدہ ایفائی کے لئے کوئی شہادت پیش کی ہے ۔ ہاں ہم اس شخص کی جس نے غسل دیا ۔ ذیل میں حلفیہ شہادت درج کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ اور انکا نامہ نگار اس خود منتخب کردہ گواہ کی شہادت کو خاص وقعت اور قدر کی نظر سے دیکھینگے ۔ اور اسکے رُو سے جو فیصلہ ہوتا ہے اسکے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ کرینگے ۔ شہادت حسب ذیل ہے ۔ جو شاہد کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے ۔ (ایڈیٹر)

"منکہ حافظ علی محمد خلف شیخ عبداللہ سکنہ پٹیالہ بحلف تحریر ذیل کرتا ہوں کہ مجھ کو مرزا رحیم بیگ نے میری دوکان پر بوقت ۸ بجے صبح کے آکر یہ کہا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کو غسل دینا ہے میں اسکے ساتھ ہو کر چلا گیا اور کفن بھی اپنے ہاتھ سے سیا یا ۔ بروقت غسل دینے کے جسم خشک تھا اور پشت پر تین انچ یا چار انچ زخم تھے بازو پر پشت پر اور چوتڑ پر اور ٹانگوں پر ۔ بروقت غسل کے بدبو یعنی تعفن

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

احمدی سپورٹس ورکس ½

چونکہ آج کل عام طور پر سپورٹس کی فرمیں بدنام ہو گئی ہیں کہ مال اچھا سپلائی نہیں کرتے۔ یہ بات ایک حد تک ٹھیک بھی ہے۔ کیونکہ عام سپورٹس والے اس کام کے اہل نہیں ہوتے۔ خریدار بیچاروں کو بہت نقصان کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ ان کی لمبی لمبی تحریریں ہوئی ہیں۔ ہم اپنے احباب اکرام کو خوشخبری دیتے ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے ہم خود سپورٹس کے کام میں ایک عرصہ کے تجربہ کار ہیں اور خود مینوفیکچرز ہیں۔ اگر کسی صاحب کو سپورٹس کا مال مثلاً کرکٹ بیٹ۔ ہاکی سٹک ٹینس ریکٹ۔ بیڈمنٹن اور فٹ بال وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہو۔ تو خود بھی منگا کر ملاحظہ کریں اور دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب دیں۔ مال ہر طرح سے عمدہ اور بارعایت ہو گا۔ سودا کا خاص رعایت کی جائیگی۔ مال ایک دفعہ ضرور ملاحظہ فرمادیں۔ پوسٹ کارڈ آنے پر پرائس لسٹ مفت ارسال کی جائیگی۔

سارٹیفکیٹ

”میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سپورٹس کا مال بہت اچھا تسلی بخش سپلائی کیا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آیندہ بھی سپورٹس کا مال آپ سے منگایا کرینگے نہایت مشکور ہوں۔ فقط“

قاضی عبد اللہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

خط کا پتہ صرف

ہیم اینڈ کو سپورٹ ورکس سیالکوٹ شہر

لنگیاں اور پٹکے ½

سر باندھنے کی لنگیاں جو چار روپے سے بیس روپے قیمت کی ہیں۔ نہایت عمدہ و نفیس وارزاں ہم سے منگوائیں۔

المشتہر

میاں خیر الدین غلام محمد احمدی بمقام کھماچوں والی ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر

پیتل کے کمانیدار آرسی والے سروتے ½

بٹالہ پت کا مخرابہ اور سروتہ اپنی مضبوطی عمدہ وضع قطع نقش و نگار کے باعث تمام ہند میں مشہور ہے۔ جدت یہ ہے کہ خود بخود کھلنے کے علاوہ سروتی بنا کر آرسی بھی لگائی گئی ہے۔ تحفہ تحائف میں دینے کے قابل چیز ہے۔ وہ آرسی والا سلے ۲ ارسی الم یک آرسی والا عہ۔ بلا آرسی ۱۲ آنہ۔ سروتی آرسی دار عہ بلا آرسی ۱۲ آنہ

المشتہر۔ شیخ محمد محی الدین سروتہ فیکٹری پانی پت

نئے سال کا استقبال ½

(نوٹ) اس سرخی کے ماتحت نئی نئی کتب کا اعلان ہوا کریگا۔

تصدیق النبی حضرت مسیح موعود ؑ کا تیس سال پیشتر کا نہایت ہی لطیف مضمون ہے۔ جو اسی ماہ میں چھپوایا گیا ہے۔ قیمت ۵ر

پیغام احمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان لیکچر جو ۱۹۰۴ء میں لاہور میں پڑھا گیا۔ ۵ر

چیلنج دربارہ امام الزمان یہ مقبول عام ٹریکٹ اب بار ششم نہایت عمدہ کاغذ پر چھپکر شایع ہوا ہے ۲ر

پنجابی کتب

گلزار مہدی حضرت مسیح موعود کی صداقت کے معیار قرآنی نہایت لطیف نظم میں بیان کئے گئے ہیں ۲ر

قصائد مہدی سی حرفی ۔ ر مسدس در وفات مسیح ۱ر شہادت مولوی عبد اللطیف مرحوم ۔ یہ نایاب کتب دوبارہ چھپوائی گئی ہیں ۵ر

سلسلہ احمدیہ کی کتب کا پتہ :- **کتاب گھر قادیان**

تبلیغی ٹریکٹ ¾

احمدی و غیر احمدی میں کیا فرق ہے	فی ۱۰۰ر عہ سے ۲۰ نسخے
وفات مسیح ناصری	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۰ نسخے
وفات مسیح پر آیات قرآنی	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۰ نسخے
نظم چولا نانک صاحب علیہ الرحمۃ	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۵ نسخے
مخمس بر وفات مسیح ابن مریم ؑ	فی ۱۰۰ر عہ کے ۵۰ نسخے
تضمین براہین احمدیہ پنجم ہر دو نظمیں	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۰ نسخے
مجموعہ آمین مکمل	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۵ نسخے
تبلیغی منظوم قطعات	فی ۱۰۰ر عہ کے پورٹ
تبلیغی کارڈ دس قسم کے	درجن ۱۲ر عہ کے ایک
خصوصیات اسلام	فی رسالہ ۱۰ر عہ کے ۱۰ نسخے
کامن رائج بی بی	فی ۱۰۰ر عہ کے ۲۰ نسخے
اظہار الحق	فی ۱۰۰ر عہ کے ۱۶ نسخے

ملنے کا پتہ :- محمد یامین تاجر کتب ۔ قادیان

فاروقی خضاب ½

یہ خضاب نے ایجاد جس کا نشان (ٹریڈ مارک) منارۃ المسیح ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنے میں لاثانی ہے۔ اسکو لگا کر باندھنے وغیرہ کی کوئی دقت نہیں چند منٹوں میں بال سیاہ ہو کر مثل ریشم کے ہو جاتے ہیں۔ کسی قسم کی سوزش یا تکلیف مثل بعض دیگر خضابوں کے اسکے لگانے سے نہیں ہوتی عورتوں اور مردوں کو یکساں مفید ہے۔ ایک لمبے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہوئے ہیں۔ کہ ہمارا خضاب عمدگی اور ارزانی میں موجودہ تمام خضابوں سے بڑھکر ہے۔ ایکبار تھوڑے سے پیسے خرچ کرکے اسکو منگا کر آزمائیں اگر وہ بھی اچھا ہو تو ہمیشہ لگائیے ورنہ پھر کبھی اسکے نزدیک نہ جائیں یا تو چند پیسے ہم نے ٹھگ لئے یا انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے آپ ہمارے خریدار ہو گئے۔ آزمائش شرط ہے یہ کالا کی ہانڈی نہیں جو ایک دفعہ چولہے پر رکھتے جل جائے۔ قیمت ایک شیشی ایک اونس معہ برش ۱۲ر تین شیشی ایک برش عار۔ چھ شیشی ایک برش سے ۳ ر محصولڈاک پیکنگ مع خرچ ڈاک ایک شیشی ۶ر تین شیشی ۸ر چھ شیشی ۱۲ر بارہ شیشی عہ

عمر اینڈ برادر الفضل سٹریٹ فاروق منزل قادیان ڈاکخانہ

ہندوستان کی خبریں

مردم شماری ۸؍ مارچ ۱۹۳۱ء مردم شماری کے لئے آخری تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

ضبطی چیف کمشنر دہلی نے دو اُردو کے پرچوں اور انکے ترجموں کو بحق سرکار ضبط قرار دیا ہے۔ انہیں سے ایک کا عنوان ہے "خلافت کیا ہے؟" جس کو شفاعت علی علوی نے آمین آباد لکھنؤ سے شائع کیا ہے۔ اور دوسرے کا عنوان ہے "مسلمو! اسلام کو بچاؤ"۔ یہ الرشید پریس لکھنؤ میں طبع ہوا ہے ؏

معتوبانہ جلسوں کا قانون اور مسٹر گاندھی مسٹر گاندھی نے ڈاکٹر کچلو اور دیگر کارکنان عدم تعاون کمیٹی پنجاب کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے۔ کہ معتوبانہ جلسوں کو روکنے کے قانون کی پروا نہ کریں۔ اس قانون کا احترام کیا جائے۔ اور تحریک کو خاموشی کے ساتھ جاری رکھا جائے۔

ٹرنکومالی میں جنگی بیڑہ رکھنے کی تجویز الہ آباد۔ ۲۸؍ اکتوبر۔ پایونیر کے فوجی نامہ نگار مقیم لندن کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ٹرنکومالی میں بحر ہند کے لئے ایک بحری مستقر بنانے کی تجویز کی جا رہی ہے۔ بحر الکاہل کے جنگی جہازوں کے استعمال کے لئے ایک وسیع عمارت اور شکست ریخت کا کارخانہ بھی بنایا جائے گا ؏

اسلام جس کا وعظ گاندھی کر رہے ہیں مولوی حبیب الرحمن صاحب شیروانی نے حیدرآباد سے علیگڑھ لکھا ہے کہ طلباء کو یقیناً صحیح اسلامی تعلیم کی ضرورت ہے لیکن انہیں اس اسلام پر سخت اعتراض ہے۔ جس کا وعظ گاندھی کر رہے ہیں۔ عوام جوش میں اسلام کے سانچ کو توڑ رہے ہیں۔ ترک موالات کے معنے نان کوآپریشن نہیں جو نان کوآپریشن کا وعظ کہہ رہے ہیں۔ یقیناً ان کی خواہش اسلام کو مجروح کرنا ہے۔

ٹرسٹیوں نے تین ریزولیوشن پاس کئے ہیں۔ جن کے حق میں ۴۸ اور خلاف ۱۱ ووٹ تھے۔

مسٹر محمد علی کا قبضہ بورڈنگ پر علی گڑھ کی حالت زیادہ نازک ہوتی جاتی ہے۔ پرنسپل نے طلباء سے کہا ہے کہ وہ فوراً بورڈنگ ہوس چھوڑ دیں۔ طلبائے قدیم مل کر مسٹر محمد علی کے پاس گئے۔ اور درخواست کی کہ وہ خاموشی سے چلے جائیں۔ مگر انھوں نے بورڈنگ ہوس کے ایک بازو پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور طلبائے قدیم کی بات نہیں سُنی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پرنسپل اب انہیں چلے جانے کے لئے باقاعدہ کہیں گے۔ مگر ان کا رویہ مخالفانہ ہے ؏

کرنل ویجوڈ لاہور میں کرنل ویجوڈ ۱۲؍ نومبر کو لاہور پہنچیں گے۔

ہندوؤں کی مسلمانوں سے علیحدگی ہمعصر شانتی رقمطراز ہے۔ کہ ہنود سہرہ جو ایڈریس کوہاٹ کے اہل ہنود نے ڈپٹی کمشنر کو دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ہم گذشتہ کاموں کی معافی چاہتے ہیں۔ اور آیندہ کے لئے مسلمانان کوہاٹ کے ساتھ ہرگز شامل نہ ہونگے ؏

عدم تعاون مسترد وزیگاپٹم ڈسٹرکٹ کانفرنس نے کثرت رائے سے ترک موالات کی تجویز مسترد کر دی۔

علیگڑھ میں آزاد مسلم یونیورسٹی کا افتتاح مسٹر محمد علی کی طرف سے اخبارات میں ایک تار شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ بعد نماز جمعہ ایک آزاد مسلم یونیورسٹی کے افتتاح کی رسم جس میں اب علی گڑھ کالج کو منتقل کیا گیا ہے۔ کالج کی مسجد میں جو وقت نماز سے پہلے ہی بھرپور ہو گئی تھی۔ ادا ہوئی۔ حکیم اجمل خان۔ ڈاکٹر انصاری۔ محمد علی۔ پرنسپل بلٹر خواجہ اور دیگر لیڈران تحریک مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کی ہمراہی میں مسٹر خواجہ کی جائے قیام سے مسجد کو گئے۔ مولانا کی صحت بہت ہی خراب ہے۔ ان کا جگر بڑھ گیا ہے۔ انہیں روزانہ بخار بھی ہو جاتا ہے جس سے وہ ایک مدت مدید سے صاحب فراش ہیں۔ بڑی مشکل سے مسجد سے ملحقہ کوارٹروں میں آپ کو پہنچایا گیا۔ اور اگرچہ اسبات کا بہت اندیشہ تھا کہ وہ نماز جمعہ میں شریک بھی ہو سکینگے یا نہیں مگر وہ شرکت نماز پر مصر ہوئے۔ بعد نماز آپ نے افتتاحی رسم کی صدارت کی۔ حکیم اجمل خان نے تحریک کی۔ کالج کے مقامی ٹرسٹی حاجی موسیٰ خان نے تہ دل سے تحریک صدارت کی تائید کی۔ جسے تمام حاضرین نے دلوں سے لبیک کہا۔

مولوی بشیر احمد دیوبندی نے مولوی صاحب کا خطبہ صدارت پڑھا۔ آپ قریباً ایک گھنٹہ تک صدر نشین رہے اور پھر جائے قیام کو تشریف لے گئے۔

مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے آپ کی جگہ تمام کارروائی کو سر انجام دیا۔ طلباء علی گڑھ کے والدین اور نیز ان کی طرف سے جو متعدد سوالات کئے گئے تھے۔ ان کے جواب میں ایک فتویٰ بھی پڑھا گیا۔ فتویٰ میں اسبات پر بھی زور دیا گیا تھا کہ ایمان کے معاملہ میں طلباء اپنے والدین اور ولیوں کے احکام کی تعمیل میں جبکہ وہ احکام اسلامی اُصول کے خلاف ہوں نہ صرف حق بجانب نہیں ہیں۔ بلکہ طلباء کا فرض ہے کہ خود بائیں طریق میں اپنے والدین اور ولیوں سے درخواست کریں کہ وہ بھی یہی راہ عمل اختیار کریں۔ جو انھوں نے کی ہے۔

سرکاری اقتدار سے خالصہ کالج کی آزادی سُنا گیا ہے کہ ۳۱؍ اکتوبر کو انبالہ سے پہلے ٹنگلی کونسل کا اجلاس ہوا۔ مسٹر کنگ کمشنر قسمت لاہور جو خالصہ کالج کی کونسل کے چیئرمین بھی ہیں صدر تھے۔ نہایت سرگرم بحث مباحثہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ گورنمنٹ نے کالج مذکور سے اپنی نگرانی اٹھا لی ہے۔ اس طرح کالج کا قبضہ خالصہ بھائیوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔

خورجہ میں ہندو مسلم اتحاد کا نظارہ آجکل خورجہ میں دونوں بڑی قوموں میں دشمنی ہو رہی ہے۔ ایک قوم کے مفاد دوسری قوم کے مفاد سے مختلف سمجھے جاتے ہیں۔ کوئی رات اور دن امن سے نہیں گذرتا۔ دونوں قوموں کے اشخاص دن یا رات میں بغیر کسی اسلحہ کے یا بغیر کسی مضبوط دستے کے باہر نکلتے ڈرتے ہیں۔ ہندوؤں نے محرم کے جلوس میں کثرت سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا ہے۔ اس روز ہندوؤں کی سب دوکانیں بند تھیں۔ ایسا ہی گذشتہ سال ہوا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے آپ کو رام لیلا سے بالکل علیحدہ رکھا ہے۔ حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔

لاہور کے کالج اور عدم تعاون لڑکوں کا جوش سرد ہو رہا ہے۔ اسلامیہ کالج کی حالت بر ا ہے۔ اور ڈی اے وی کالج کے ایک ہزار چوبیس طلباء میں سے صرف ۳۴ نے پرنسپل کو لکھا ہے کہ ہمارے نام خارج کر دیئے جائیں ؏

ممالکِ غیر کی خبریں

ٹرکی کی حالت (لنڈن ۲۷ اکتوبر) ٹائمز کو قسطنطنیہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ توفیق پاشا نے ایک اعلان میں یہ اُمید ظاہر کی ہے۔ کہ اگرچہ صلحنامہ کی سخت شرائط اور ناطولیہ میں بغاوت کے باعث نئی وزارت کی راہ میں مشکلات حائل ہیں۔ لیکن وہ اتحادی سلطنتوں کی امداد سے مرکزی حکومت اور قوم پرستوں کی کشمکش کو دُور کر دیگی۔ اور عہدنامہ سیورس کی شرائط کو پورا کریگی۔ وزیر اعظم نے احتساب کی موقوفی کا وعدہ کرتے ہوئے اخبارات و عوام سے درخواست کی ہے کہ وہ ایسے تمام مظاہرات سے احتراز کریں۔ جن سے گورنمنٹ کو پریشان ہونے کا اندیشہ ہو۔

مسٹر گاندھی پر ٹائمز کی رائے (لنڈن ۲۷ اکتوبر) عدم تعاون عمل کے متعلق لکھتے ہوئے ٹائمز نے ایک افتتاحیہ میں تحریر کیا ہے۔ ممکن ہے۔ انتخاب کو بائیکاٹ کرنے کی مجوزہ تحریک کسی حد تک کامیاب ہو جائے۔ اس نے سوال کیا ہے کہ مسٹر گاندھی کو من مانے طور پہ کب تک ہندوستان میں شورش پھیلانے کی اجازت دی جائیگی۔ ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کے نظام کو تباہ کرنے کی کوشش نہایت قابل اعتراض ہے۔ آئندہ انتخاب کے موقعہ پر ہندوستانیوں کے حلقے کے انتخاب کو ظاہر کر دینا چاہئے کہ اپنے معاملات کو انضباط میں رکھنے کے ہم پورے اہل ہیں۔ لیکن اگر انتخاب ناکام رہا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستانی نئی مراعات کے مستحق نہیں ؛

عراق عرب میں طاری فوج (لنڈن ۲۷ اکتوبر) دارالعوام میں مسٹر ہوپکنسن کے سوال پر مسٹر چرچل نے کہا کہ چند ماہ تک عراق عرب کی فوج میں تخفیف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہاں قبائل کو غیر مسلح کرنے اور بغاوت فرو کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن امید ہے کہ آئندہ مالی سال اس فوج میں معتد بہ کمی واقع ہو سکیگی ؛

انگلستان میں جرمن جائداد کا معاملہ (پیرس ۲۷ اکتوبر) گورنمنٹ برطانیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جرمن کے عہدنامہ سے پہلو تہی کرنے کی صورت میں اس جرمن جائداد کو ضبط نہیں کیا جائیگا۔ جو انگلستان میں ہے۔ اس فیصلے کے خلاف فرانسیسی اخبارات نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس فیصلہ سے جرمنی عہدنامہ وارسیلز کو کاغذ کا پُرزہ سمجھنے لگیگا ؛

لیگ اقوام کا نیا صدر مقام (لنڈن ۲۷ اکتوبر) آج لیگ اقوام کا صدر مقام لنڈن سے جنیوا منتقل کیا گیا۔ اور لیگ کا سکرٹری وکٹوریہ سٹیشن سے خاص ٹرین میں جنیوا کو روانہ ہوا۔

بندر الزبیتھ میں ہنگامہ (لنڈن ۲۶ اکتوبر) بندرگاہ الزبیتھ (جنوبی افریقہ) شہر میں خاموشی ہے۔ اور شہر کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد بظاہر کام میں مصروف ہے۔ ضروری ضروری مقامات پر زبردست مسلح پولیس بٹھا دیگئی ہے۔ موجودہ حالت کی ایک اضطراب افزا صورت کہ یہاں کے باشندوں نے یکم نومبر کو کام چھوڑ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ وہ لوگ جن کا بلوؤں سے تعلق ہے۔ ایک مفسدہ پرداز جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کو ذمہ دار اشخاص نے ناجائز قرار دیا ہے ؛

مشرقی پروشیا میں فوجوں کی نقل و حرکت (لنڈن ۲۶ اکتوبر) فرانس اور جرمنی کے صدر مقامات کے تاروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مشرقی پروشیا میں جانیوالی فوجوں کی نقل و حرکت سے گو اس کے مختلف اسباب ہیں۔ اختلال پیدا ہو گیا ہے۔ برلن کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ اخبار "فریہیٹ" نے لکھا ہے کہ رجعت پسندانہ سازشیں کام کر رہی ہیں۔ اور یہ کہ ایک لاکھ بیس ہزار حفاظتی گارڈز جو بخوبی مسلح ہیں، مشرقی پروشیا کے ایک صاحب ریاست شخص کپتان براندیس کی زیر کمان آ گئے ہیں۔ اور ایک حکومت قائم کرنے کی فرضی تحریک سے ان کا تعلق ہے۔ ایک سرکاری اعلان میں مسلح آدمیوں کے لتھوینیا کی طرف جانے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز اس اعلان میں فان درغولتز کے بحیرہ بالٹک کی مہم کے احیاء کے خلاف متنبہ کیا گیا ہے۔ وزیر مدافعت کا بیان ہے۔ کہ کسی باقاعدہ فوج کا ان سے تعلق نہیں ہے۔ برخلاف اسکے پیرس کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ جرمن فوجوں کی نقل و حرکت سے جس کے متعلق بین الاقوامی اتحادی کمیشن نے رپورٹ کی ہے۔ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کہیں وہ پولان کے خلاف اہل لتھوینیا کی مدد کے لئے تو نہیں جا رہی ہیں ؛

چین میں جنگ (لنڈن ۲۷ اکتوبر) ہانگ کانگ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ اس امر کی رپورٹ ملی ہے کہ چینگ چونگ منگ کے سپاہی ریشو میں جو کینٹن کی کنجی ہے۔ ۲۳ تاریخ کو داخل ہو گئے۔

مسٹر چرچل کا بیان (لنڈن ۲۷ اکتوبر) کرنل نیٹ کو جواب دیتے ہوئے مسٹر چرچل نے بیان کیا کہ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ شریف کی فوج کے جو بڑے افسران تھے۔ انھوں نے عراق کے حال کے ہنگاموں میں شرکت کی ہے۔ لیکن اسوقت تک نہیں معلوم ہو سکا ہے۔ کہ وہ شامی لوگ ہیں۔ یا وہ اسوقت سرکاری ملازمت پر ہیں۔ امیر فیصل نے سرکاری طور پر ان کے طرز عمل کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے انکار کر دیا۔

ہندوستان میں صنعتی ہنگامے (لنڈن ۲۵ اکتوبر) مسٹر لاسن کو جواب دیتے ہوئے مسٹر فشر نے بیان کیا کہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کی رپورٹ کا جو ہندوستان میں حرفتی ہنگاموں کے متعلق ہے انتظار کر رہا ہوں۔ انھوں نے تکیم پور میں چاء کے باغوں کی تفصیلات بیان کیں۔ اس مسئلے کے متعلق کہ آیا مزدوروں کی شکایات رفع ہو گئی ہیں۔ یا نہیں مجھے گورنمنٹ آف انڈیا کی رپورٹوں کا انتظار ہے۔ جن کے متعلق تار دیا ہے ؛

بالشویکوں کی رُوس میں پریشانی (لنڈن ۲۷ اکتوبر) بالشویکوں نے جوابی انقلاب سے خوف زدہ ہو کر اعلان کیا ہے کہ باغیوں پر فوراً رحم نہیں کیا جائیگا۔ ایک بالشویکی اخبار کی رپورٹ ہے کہ ایک مہینہ میں باوجودیکہ سزائے موت سرکاری طور پر منسوخ شدہ فرض کی جاتی ہے ۱۸۳ آدمیوں کو گولی سے مارا گیا ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)